الحجۃ الفائحۃ
لطیب التعین والفاتحۃ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

اَلْجَامُ الصَّاد عَنْ سُنَنِ الضَّاد ۱۳

(ضاد کے طریقوں سے روکنے والے کے منہ میں لگام دینا)

مسئلہ ۲۲۷ از در بھنگہ محلہ اسمٰعیل گنج ڈاکخانہ لہریا سرائے مرسلہ مولوی محمد حسین صاحب
۱۰ جمادی الاخری ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ان اطراف بنگالہ وغیرہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ ض معجمہ کو قصداً ظ یا ذ بلکہ تمام کلمات پڑھتے ہیں اور اسی کا دوسروں کو امر کرتے ہیں اور عام عوام ہندوستان میں جس طرح یہ حرف ادا کیا جاتا ہے جس سے بُوئے دال مہملہ پیدا ہوتی ہے اُس سے نماز مطلقاً فاسد و باطل بتاتے ہیں اور اپنے دعووں کی سند میں اہل ندوہ وغیرہ مفتیان زمانہ کے کچھ فتوے دکھاتے ہیں جن کا خلاصہ کلام و محصل مرام نماز میں ض کو مشابہ د مہملہ پڑھنے پر حکم فساد اور اُس پر ان دو وجہ سے استناد ہے :

اوّلاً فی فتاوٰی قاضی خاں :

ولو قرأ الضّالّین بالظاء او بالذال لا تفسد صلاتہ ولو قرأ الدّالین بالدال تفسد[1]۔

اگر الضالین کو الظالین یا الذالین پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر دالین دال کے ساتھ پڑھا تو فاسد ہوجائے گی۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں فصل فی قرأۃ القرآن خطاً الخ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۶۹

ثانیاً ضاد مشابہ ظا کے نہ دال کے بیان ضاد و دال کے صفتوں کا فرق ہے جب ضاد و دال میں صرتاً تغایر ہے تو فصل اُن میں بلا مشقت ممکن۔

فتوٰی ندوہ کی عبارت یوں ہے: ایسی صورت میں نماز فاسد ہوجائے گی کہ ضاد و دال دو حرف متغایر المعنٰی ہیں جن میں امتیاز بلا مشقت ممکن اور ایسی صورت میں فقہاء فسادِ نماز کو لکھتے ہیں شامی میں ہے:

اذا ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان أمکن الفصل بینهما بلا مشقة تفسد والا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد قال اکثرهم لاتفسد[1] (ملخصاً)

جب کسی حرف کی جگہ دوسرا بولا جائے اور معنی بدل جائے اگر ان کے درمیان امتیاز بغیر مشقت کے ممکن ہو تو نماز فاسد، اور اگر امتیاز بغیر مشقت ممکن نہ ہو جیسا کہ ظا اور ضاد کا معاملہ ہے، تو اکثر علماء نے کہا ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

پانچ فتووں کا حاصل تو صرف اس قدر ہے اور ایک یعنی پانچویں میں اتنا بیان اور ہے کہ ظا آمیز پڑھنا بھی غلط ہے لیکن چونکہ ان میں تشابہ صوتی ہے اور امتیاز متعسر، اکثر فقہاء کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن تعمد یہاں بھی مفسد ہے، یہی مذہب مختار ہے کما فی البزازیة (جیسا کہ بزازیہ میں ہے۔ ت) ان فتووں کا کیا حال ہے اور یہ ان لوگوں کے موافق مذہب ہیں یا نہیں؟ اور جو لوگ ضاد ہی کا قصد کریں اور ضاد سمجھ کر پڑھیں مگر بوجہ عدم قدرت صاف ادا نہ ہو اور سننے میں دال سے مشابہ ہو تو ان کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اور جو قصداً ضاد کو نہ پڑھے اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اور ہنگام تغیر حرف و تفاوت معنی میں جو حکم فساد ہے وہ صرف ض و د و ظ ہی سے خاص ہے یا باقی حروف مثل (ء، ع، ت، ط، س، ث، ص، ح، ہ) کو بھی عام ہے؟ اگر عام ہے تو آج کل یہ جھگڑا اسی حرف میں کیوں ہے؟ جواب مختصر ہو کہ عوام مطول کو نہیں سمجھتے۔ بینوا توجروا

الجواب

اللّٰھم ھدایة الحق والصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نزہ سبیل الرشاد عن تحریف کل صاد واوعد بالعذاب من حاد وضاد والصلوٰة والسلام علی الکریم الجواد علی مولی العباد مولی المراد وآلہ الاسیاد وصحبہ الامجاد ما اهملت الصاد واعجمت الضاد کشف صواب وایضاح جواب کو چند مجمل جملے

---

[1] ردالمحتار مطلب مسائل زلۃ القاری مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۶۸

ملحوظ ہیں:

اوّل ض ظ ذ ز معجمات سب حروف جداگانہ متغائرہ ہیں ان میں کسی کو دوسرے سے تلاوتِ قرآن میں قصداً بدلنا اس کی جگہ اسے پڑھنا نماز میں ہو خواہ بیرونِ نماز حرامِ قطعی وگناہِ عظیم، افترا علی اللہ و تحریفِ کتاب کریم ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ نعم الزاد لروم الضاد میں اس پر دلائل قاہرہ باہرہ قائم کئے ہیں یہاں تک کہ امام اجل ابوبکر محمد بن الفضل فضلی و امام برہان الدین محمود صاحب ذخیرہ وغیرہ و علامہ علی قاری مکی رحمہم اللہ تعالٰے تصریح فرماتے ہیں کہ قصداً ض کی جگہ ظ پڑھے کافر ہے، محیط برہانی میں ہے:

سئل الامام الفضلی عمن یقرأ الظاء المعجمۃ مکان الضاد المعجمۃ او علی العکس فقال لایجوز امامتہ ولو تعمد یکفر[1] (ملخصاً)

امام فضلی سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے ضاد کی جگہ ظا یا ظا کی جگہ ضاد پڑھا تو فرمایا اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے قصداً ایسا کیا تو یہ کفر ہے۔ (ت)

منح الروض الازہر میں ہے: اما کون تعمدہ کفر فلا کلام فیہ[2] (عمداً ایسا کرنا کفر ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ ت) عالمگیری میں ض کی جگہ ز عمداً پڑھنے کو کفر کہا

حیث قال سئل عمن یقرأ الزاء مقام الضاد وقرأ اصحاب الجنۃ مقام اصحب النار قال لایجوز امامتہ ولو تعمد یکفر[3] اھ فی النسخۃ الھندیۃ الضاد المعجمۃ فی المصریۃ الصاد وکلاھما محتمل والحکم واحد لایتبدل۔

عبارت یہ ہے سوال کیا گیا کہ کوئی ضاد کی جگہ زا اور اصحب النار کی جگہ اصحب الجنۃ پڑھے تو کیا حکم ہے؟ فرمایا اس کی امامت جائز نہیں اور اگر اس نے ایسا عمداً کیا تو اسے کافر قرار دیا جائے گا اھ اس فتاوٰی کے ہندوستانی نسخہ میں ضاد اور مصری میں صاد ہے اور ان دونوں کا احتمال ہے حکم ایک ہی ہوگا اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (ت)

اس طائفہ حادثہ کا حکم تو یہیں سے ظاہر ہوگیا۔

---

[1] منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر بحوالہ المحیط فصل فی القراءۃ والصلوٰۃ مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵

[2] منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر فصل فی القراءۃ والصلوٰۃ مطبوعہ مطبع قیومی کانپور ص ۲۰۵

[3] فتاوٰی ہندیہ الباب التاسع فی احکام المرتدین مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۲۸۱

دوم قاری سے بے قصد تبدیل الرحمٰن مشابہ د بلکہ عین د ہُوا تو اس پر مطلقاً فسادِ نماز کا حکم غلط و فاسد ہے، عبارتِ امام قاضی میں اگر ذکر ہے تو صرف ایک لفظ کا ذکر بربنائے تباین صورت و سہولت تمییز بلکہ مطلق حنفیہ کرام کا اصل مذہب یعنی مذہب مہذب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ جماہیر محققین نے اُسی کی تصحیح کی اُس پر اعتماد فرمایا خود واضح و آشکار کہ اس میں صرف صلاح و فساد معنی پر بنائے کار تو جہاں ض کی جگہ د پڑھ جانے سے معنی نہ بگڑیں فساد ہرگز نہ ہوگا

مثل افیدوا بتضمین معنی المن والانعام فی قولہ تعالٰی افیضوا علینا من الماء ومثل اکواب مودوعۃ موضع موضوعۃ ورادیۃ مردیۃ مکان راضیۃ مرضیۃ کما بیناہ فی نعم الزاد۔

جیسا کہ اللہ تعالٰی کے ارشادِ گرامی افیضوا علینا من الماء میں افیضوا کی جگہ افیدوا جو احسان و انعام کے معنی پر مشتمل ہے اور اکواب موضوعۃ کی جگہ اکواب مودوعۃ اور راضیۃ مرضیۃ کی جگہ رادیۃ مردیۃ پڑھنا جس پر تفصیل گفتگو ہم نعم الزاد میں کرچکے ہیں۔ (ت)

یہ علمائے متاخرین کہ عوام کی ہر آسانی کے لئے عسر و یسر تمییز کا لحاظ رکھتے ہیں کیا آسانی تمییز کی حالت میں مطلقاً عدم فساد دیں گے اگرچہ معنی متغیرہ ہوں یہ اصل مذہب سے آسانی ہُوئی یا اور شدت و گرانی نہیں، ان کا حکم قطعاً اسی صورت میں مقصور جہاں معنی نہ بگڑیں اور ان حرفوں میں تمییز آسان ہو دیکھنے والے اگر کلماتِ علما پر نظر رکھتے اس امر کے نصوص واضح ملتے، یہی امام اجل قاضی خان اپنے اسی فتاوٰی میں فرماتے ہیں:

اذا اخطأ بذکر حرف مکان حرف فی کلمۃ ولم یتغیر المعنی بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما اشبہ ذلک لم تفسد صلٰوتہ لانہ لا یغیر المعنی، وان ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی فان امکن الفصل بین الحرفین من غیر مشقۃ کالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مکان الصالحات تفسد صلٰوتہ عند الکل وان کان لا یمکن

جب خطاءً ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف ایک کلمہ میں پڑھ دیا لیکن معنی میں تبدیلی واقع نہ ہوئی مثلاً ان المسلمون ان الظالمون اسی کی طرح دیگر مقامات، تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ اس سے معنی متغیر نہیں ہوتا اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنے سے معنی میں تبدیلی آجائے تو اگر دونوں حروف کے درمیان بغیر مشقت کے امتیاز ممکن تھا جیسے طا اور صاد یعنی صالحات کی جگہ طالحات پڑھا تو تمام کے نزدیک اس کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر

الفصل بین الحرفین الا بمشقة قال اکثرھم لاتفسد صلوتہ[1] اھ مختصرا۔

دونوں حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ تھا تو اکثر علماء کا قول یہی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اھ اختصارا۔ (ت)

اسی طرح فتاوٰی ہندیہ میں فتاوٰی خانیہ سے منقول، ابن امیر الحاج حلیہ شرح منیہ میں فرماتے ہیں:

فی الخانیة والخلاصة انہ ان لم یتغیر المعنی جاز مطلقا وان تغیر المعنی فان لم یشق التمییز بین الحرفین فسدت عند الکل وان شق فاکثرھم لاتفسد[2]۔

خانیہ اور خلاصہ میں ہے اگر معنی میں تبدیلی نہیں آئی تو نماز (مطلقًا) ہر حال میں جائز، البتہ اگر معنی میں تبدیلی آجائے تو اب ان دونوں حروف کے درمیان امتیاز مشکل نہیں تو تمام کے نزدیک نماز فاسد، اور اگر امتیاز میں مشقت ہے تو اکثر کے نزدیک فاسد نہ ہوگی۔ (ت)

سوم قطع نظر اس سے کہ دال و مشابہ دال میں فرق بدیہی ہے دعوٰی میں یہ تھا اور سند میں وہ۔ اور قطع نظر اس سے کہ عبارت خلاصہ میں اگر دال مہملہ ہے تو مستدل کے صریح خلاف اور معجمہ ہے تو مہملہ کا ذکر اصلًا نہیں، تو سند دعوٰی سے بے علاقہ صاف، ہمیں عبارت قاضی خاں سے بحث کرنی ہے جس سے فتوی ندوہ نے بھی استناد کیا اس عبارت میں دال و ذال کے صرف اسماء لکھے ہیں انہیں صفت مہملہ و معجمہ سے مقید نہ فرمایا اور نقول خصوصًا مطابع میں نقاط کا تغیر کوئی نئی بات نہیں مگر علامہ محقق ابراہیم حلبی نے غنیہ شرح منیہ اور علامہ محقق مولانا علی قاری مکی نے منح فکریہ شرح مقدمہ جزریہ میں یہی عبارت قاضی خاں بتصریح اہمال و اعجام نقل فرمائی جس میں صراحۃً مذکور کہ ضالین کی جگہ دالین بدال مہملہ پڑھے تو نماز نہ جائے گی اور ذالین بذال معجمہ پڑھے تو جاتی رہے گی، اول نے فرمایا ہے:

ھذا الفصل وھو ابدال احد ھذہ الاحرف الثلثة اعنی الضاد والظاء والذال من غیرہ فلنورد ما ذکر فی فتاوٰی قاضی خان من ھذا القبیل قرأ ولا الضآلین بالظاء المعجمة اوالدال المھملة لاتفسد لوجود لفظھما

اس کی تفصیل یہ ہے کہ ان تین حروف یعنی ضاد، ظاء اور ذال کو کسی دوسرے حرف سے تبدیل کرکے پڑھنا اس سلسلہ میں فتاوٰی قاضی خان میں جو کچھ بیان ہوا اس کا مختصر یہ ہم تذکرہ کرتے ہیں اگر ضالین کی جگہ ظالین اعجاما یا دالین اہمالا پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ ان

---

[1] فتاوٰی قاضی خان فصل فی قرأۃ القرآن خطأً الخ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۶۸

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

فی القرآن وقریب المعنی ولو قرأ بالذال المعجمۃ تفسد لبعد معناہ ملتقطا۔[1]

دونوں کا وجود قرآن میں ہے اور معنی بھی قریب ہی ہے اور اگر ذالین ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوگی کیونکہ اس کے معنی میں بُعد ہے ملتقطا (ت)

ثانی نے فرمایا:

فی فتاوی قاضی خان ان قرأ غیر المغضوب بالظاء او بالذال تفسد صلاتہ ولا الضالین بالظاء المعجمۃ او الدال المھملۃ لاتفسد ولو بالذال المعجمۃ تفسد۔[2]

فتاوٰی قاضی خان میں ہے اگر کسی نے غیر المغضوب کو ظاء یا دال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور ولا الضالین کو ظاء یا دال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر ذال کے ساتھ پڑھا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ (ت)

اب اس سے استناد کرنے والے دیکھیں کہ عبارت قاضی خان ان دونوں اکابر کی نقل پر اُن کے صریح مخالف و عکس مراد ہے، ندوے کا دارالافتاء اپنا مبلغ علم دکھائے ورنہ تحقیق بالغ و تنقیح بازغ کے لئے بحمد اللہ تعالٰی فقیر کا رسالہ نعم الزاد ہے۔

www.alahazratnetwork.org

چہارم ض و ظ میں دشواری تمیز اس حالت حادثہ کو اصلاً مفید نہیں وہ ایک گروہ متاخرین کے نزدیک ہنگام لغزش و خطا سبیل آسانی ہے نہ کہ معاذ اللہ قصداً تبدیل کلام اللہ کی دستاویز جو بالقصد مغضوب کی جگہ مغلوب، مغدوب، مغزوب پڑھے اُس کی نماز بلاشبہہ فاسد اور وہ پڑھنے والے مغضوب و مفسد، تو یہ سب فتوی اس کے حق میں بیکار و نامفید۔ علامہ طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں فرماتے ہیں:

محل الاختلاف فی الخطأ والنسیان اما فی العمد فتفسد بہ مطلقا بالاتفاق اذا کان مما یفسد الصلاۃ اما اذا کان ثناء فلا یفسد ولو تعمد ذلک افادہ ابن امیر الحاج۔[3]

محلِ اختلاف خطاء و نسیان کی صورت میں ہے، رہا عمداً کا معاملہ تو اس صورت میں مطلقاً بالاتفاق نماز فاسد ہوگی بشرطیکہ وہ ایسی قرأت میں ہو جس سے نماز فاسد ہوسکتی ہو اور اگر ایسا معاملہ ثناء میں ہوا تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ عمداً ہو، ابن امیر الحاج نے اس طرح بیان کیا ہے۔ (ت)

---

[1] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۴۸۷

[2] المنح الفکریۃ شرح مقدمہ جزریۃ باب التحذیرات " تجارت الکتب بمبئی ص ۴۳

[3] حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی باب ما یفسد الصلوٰۃ " نور محمد کتب خانہ کراچی ص ۱۸۹

حلیہ میں ہے:

ثم ماسنذکر من الخلاف من المتقدمین والمتاخرین فی ھذا علی ما فی الخانیۃ ینبغی ان یکون محلہ ما اذا لم یتعمد فتنبہ لہ۔[1]

پھر اس مسئلہ میں ہم متقدمین و متاخرین کا جو اختلاف خانیہ کے حوالے سے بیان کریں گے اس کا محل و مقام اسی صورت میں ہے جو عمداً نہ ہو تو اس پر توجہ کرو۔ (ت)

پانچویں فتوی کی عبارت سوال میں مذکور، اس میں تو صراحۃً تعمد ظا پر حکم فساد مسطور، پھر اُسے مفید سمجھنا کس قدر عقل و فہم سے دور، اس خاص جزئیہ کی عبارتیں بکثرت ہیں، حلیہ میں خزانۃ الفتاوی وغیرہا سے منقول:

غیر المغضوب بالظاء والظالین بالذال او بالضاد قال بعضھم لا تفسد ھم ابو القاسم الصفار ومحمد بن سلمۃ وکثیر من المشائخ افتوا بہ لعموم البلوی فان العوام لا یعرفون مخارج الحروف وقال الامام ابو الحسن والقاضی الامام ابو عاصم ان تعمد ذلک تفسد وان جری علی لسانہ اولم یکن ممن یمیز بین الحرفین لا تفسد وھو المختار۔[2]

اگر غیر المغضوب کو ظاء کے ساتھ، الظالین کو ذال یا ضاد کے ساتھ پڑھا تو بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی ان کے اسماء یہ ہیں ابو القاسم الصفار، محمد بن سلمہ اور متعدد مشائخ نے عموم بلوی کی وجہ سے اسی پر فتوی دیا ہے کیونکہ عوام مخارج حروف سے آگاہ نہیں ہوتے اور امام ابو الحسن اور قاضی امام ابو عاصم نے کہا اگر ایسا عمداً کیا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر زبان پر از خود جاری ہوگیا یا دونوں حروف میں امتیاز کرنے والا نہیں تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی میں خزانۃ الاکمل سے ہے:

اذا قرأ مکان الظاء ضادا او مکان الضاد ظاء فقال القاضی المحسن الاحسن ان یقال ان تعمد ذلک تبطل صلاتہ عالما کان او جاھلا اما لو کان مخطئا اراد الصواب[3]

جب کسی نے ظاء کی ضاد یا ضاد کی جگہ ظاء پڑھا تو قاضی محسن نے کہا احسن یہ ہے کہ اگر اس نے عمداً ایسا کیا تو کہا جائے کہ نماز باطل ہے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، لیکن اگر خطاءً ایسا ہو یعنی درست پڑھنے

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] ایضاً

فجری هذا علی لسانه او لم یکن ممن یمیز بین الحرفین فظن انه ادی الکلمة کما هی فطلاجازت صلوته و هو قول محمد بن مقاتل وبه کان یفتی الشیخ اسمٰعیل الزاهد وهو احسن لان السنة الاکراد واهل السواد والاتراك غیر طائعة فی مخارج هذه الحروف وفی ذلك حرج عظیم والظاهر ان هذا محمل ما فی جمیع الفتاوٰی[1]۔

کا ارادہ تھا مگر زبان پر از خود جاری ہوگیا یا وہ ان دونوں حرفوں میں امتیاز نہ کرنے والا ہو اور اس کا گمان یہی ہو کہ اس نے کلمہ صحیح ادا کیا ہے لیکن درحقیقت غلط تھا تو اس کی نماز ہو جائیگی، یہی محمد بن مقاتل کا قول ہے اور شیخ اسمٰعیل الزاہد نے اسی پر فتوٰی دیا ہے اور یہی احسن ہے کیونکہ کرد، عراقی اور ترکی لوگوں کی زبانیں ان حروف کی صحیح ادائیگی پر قادر نہیں اور اس میں بہت تنگی ہے، اور ظاہر یہی ہے کہ تمام فتاوٰی جات کی گفتگو کا اجمال بھی یہی ہے۔ (ت)

اقول انما یشیر الی اطلاق الفساد فی العمد انه مطمح انظارهم جمیعا والا فاطلاق عدمه فی الخطاء لا یمکن ان یحمل علیه ما فی جمیع الفتاوٰی فان منهم من یفصل بعسر الفصل ومنهم من یفرق بقرب مخرج۔

میں کہتا ہوں یہ جو مطلقاً فساد کی طرف اشارہ ہے یہ قصد کی صورت میں ہے کیونکہ ان تمام کی آراء کا محمل یہی ہے ورنہ خطا کی صورت میں عدم فساد کا اطلاق ہو تو اس پر ان کے کلام کو محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ بعض ان میں سے عسرِ امتیاز کے ساتھ اور بعض قربِ مخرج کی بنا پر فرق کرتے ہیں۔ (ت)

خانیہ میں ہے:

اما اذا قرأ مکان الذال ظاء او مکان الضاد ظاء او علی القلب فتفسد صلوته وعلیه اکثر الائمة وروی عن محمد بن سلمة رحمه الله تعالٰی انها لا تفسد لان العجم لا یمیزون بین هذه الحروف وکان القاضی الامام الشهید المحسن یقول الاحسن فیه ان یقول ان جری

جب کسی نے ذال کی جگہ ظاء یا ضاد کی جگہ ظاء یا اس کا عکس کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اکثر ائمہ اسی پر ہیں۔ محمد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالٰی سے مروی ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ عجمی لوگ ان حروف میں امتیاز نہیں کرسکتے، اور قاضی امام الشہید المحسن فرمایا کرتے تھے کہ احسن یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ اگر زبان پر اس طرح از خود جاری ہوگیا

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

عن لسانه ولم یکن ممیزا وفی زعمه انه ادی الکلمة علی وجهها لا تفسد وکذا روی عن محمد بن مقاتل والشیخ الامام اسمٰعیل الزاهد[1]

اور وہ امتیاز کرنے والا نہ تھا اور اس کا گمان یہی تھا کہ اس نے کلمہ کو صحیح طور پر ادا کیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، محمد بن مقاتل اور شیخ امام اسمٰعیل الزاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (ت)

بزازیہ میں دربارۂ مغضوب وضالین ہے:

قال القاضی ابو الحسن والقاضی ابو عاصم ان تعمد فسد وان جری علی لسانه او کان لا یعرف التمیز لا یفسد وهو اعدل الاقاویل وهو المختار[2]۔

قاضی ابو الحسن اور قاضی ابو عاصم نے کہا کہ اگر ایسا عمداً کیا تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر زبان پر از خود اسی طرح جاری ہوگیا یا وہ امتیاز نہ کرسکتا تھا تو نماز فاسد نہ ہوگی اور یہ تمام اقوال میں معتدل ہے اور یہی مختار ہے۔ (ت)

اسی طرح ہندیہ میں اس سے منقول۔

اقول والظاهر ان هذه الاختیارات ترجع الی شق الجواز عند الخطأ اما الفساد عند العمد فینبغی الاتفاق علیه کما تقدم ما یفیده عن الحلیة والتصریح به عن الطحطاوی وهو معنی استظهار الاکمل انه مجمل ما فی جمیع الفتاوی کیف واذا جعلوا التعمد من الردة فما بقاء الصلوٰة هذا واضح جدا۔

اقول (میں کہتا ہوں) ظاہر یہ ہے کہ تمام اختلافات میں مختار اقوال جواز کی طرف اسی صورت میں راجع ہوتے ہیں جب ایسا معاملہ خطأً واقع ہو، رہا معاملہ عمداً کا تو اس صورت میں فسادِ نماز پر اتفاق ہے جیسا کہ حلیہ کے حوالے سے افادہ کے طور پر گزرا۔ اور طحطاوی کی تصریح گزری، اور اکمل کا بطور استظہار کہنا کہ "تمام فتاوٰی کا اجمال یہی ہے" کا معنی بھی یہی ہے اور یہ کیسے نہ ہو حالانکہ انھوں نے عمداً ایسا کرنے سے ارتداد کا حکم لگایا ہے تو نماز کے باقی رہنے کا کیا معنی! اور یہ نہایت ہی واضح ہے۔ (ت)

---

[1] حلیۃ المحلی فصل فی زلۃ القاری مطبوعہ مکتبہ قادریہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ص ۴۴۱

[2] فتاوٰی بزازیہ علی حاشیۃ فتاوٰی ہندیۃ فصل فی زلۃ القاری مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۴/ ۴۲

پنجم ضاد و دال میں فرق صفات کا ذکر لغو و فضول اور محل بحث سے یکسر معزول، متقدمین کا مسلک معلوم ہے کہ اُن کے یہاں تشابہ و عدم تشابہ پر اصلاً نظر نہیں اور متاخرین قرب مخرج یا عسر تمییز پر لحاظ کرتے ہیں صفات سے انہیں بھی بحث نہیں نہ صفات خواہی نخواہی آسانی تمییز کو مستلزم نہ اُن کا تشارک دشواری پر حاکم ط مہملہ و دال مہملہ سے سوائے اطباق کے کچھ فرق نہیں اور فرق تمییز کی آسانی مبین اور تائے مثناۃ سے متعدد صفات میں تباین تام اور دشواری فصل منصوص، حالانکہ ط مجہورہ و مستعلیہ مطبقہ قلقلہ ہے اور ت مہموسہ مستفلہ منفتحہ بے قلقلہ خانیہ و خلاصہ و حلیہ و ہندیہ و ردالمحتار وغیرہا میں ہے:

ان کان لا یمکن الفصل بین الحرفین الا بمشقۃ کالطاء مع التاء[1] الخ۔

اگر دو حرفوں کے درمیان مشقت کے بغیر امتیاز ممکن نہ ہو جیسے طاء اور تاء الخ (ت)

شرح جزریہ میں ہے:

قال الرمانی وغیرہ لولا الاطباق لصارت الطاء دالا لانہ لیس بینہما فرق الا الاطباق[2]

رمانی وغیرہ نے کہا ہے کہ اگر اطباق نہ ہو تو طاء دال ہو جائے گی اس لئے کہ اطباق کے علاوہ ان دونوں کے درمیان کوئی فرق ہی نہیں۔ (ت)

ششم فتوی ندوی کا قول کہ ضاد و دال دو حرف متغایر یعنی عجیب الفاظ و متغایر المعنی ہیں اگر مسمّی مراد تو ان کے لئے معنی کہاں، بھلا بتائیے تو کہ مجرد حرف ض کے کیا معنی ہوئے، اور اگر اسماء مقصود یعنی ضاد و دال تو نہ وہ حرف نہ ان میں تقابل، شاید یہ کہنا چاہا اور کہنا نہ آیا کہ ض و د دو حرف جداگانہ ہیں کسی کلمہ میں ان کا تغیر معنی کے لئے مستلزم تغایر یعنی فی الجملہ اگر مقصود یہی ہوں تو اولاً اطلاق ممنوع، ثانیاً ہر تغیر میں تغیر بحد فساد مدرج خصوصاً ضالین و دالین میں کس قدر تغایر معنی ہے مگر محقق حلبی نے تغیر نہ مانا وھذا ابین واغنی عن ابانتہ (یہ بات بدیہی ہونے کی وجہ سے محتاج بیان نہیں۔ ت)

ہفتم دو حرفوں میں تغایر صوت ہرگز سب کے لئے سہولت تمییز کو مستلزم نہیں ح و ھ کی آوازیں کتنی جدا ہیں مگر ترک کہ اُن میں تمییز سخت دشوار۔ غنیہ میں ہے:

ذکر محمد بن الفضل فی فتاواہ ان الترک لا یمکنہ اقامۃ الحاء الا بمشقۃ الخ[3]۔

محمد بن فضل نے اپنے فتاوٰی میں تحریر کیا کہ ترک لوگوں کیلئے حاء کی ادائیگی مشقت کے بغیر ممکن نہیں الخ (ت)

---

[1] ردالمحتار مطلب مسائل زلۃ القاری مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۶۶

[2] المنح الفکریۃ شرح المقدمۃ الجزریۃ مطلب بیان ان الاسنان علی اربعۃ اقسام مطبوعہ تجارت الکتب محمد علی بمبئی ص ۱۵

[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل فی احکام زلۃ القاری مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۸۲-۴۸۱

ان سے زیادہ ہمزہ و ق کی آوازوں کا تباین ہے مگر علامہ شامی فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے عوام پر اُن میں تمیز کمال مشکل ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

فی التتارخانیۃ اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولا قرب الا انہ فیہ بلوی العامۃ کالذال مکان الصاد و نظاء مکان الضاد ولا تفسد عند بعض المشائخ اھ قلت فینبغی علی ھذا عدم الفساد فی ابدال القاف ھمزۃ کما ھو لغۃ عوام زماننا فانھم لا یمیزون بینھما ویصعب علیھم جدا کالذال مع الزاء وھذا کلہ قول المتاخرین اھ ملخصاً[1]

تتارخانیہ میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحاد مخرج نہ ہو اور نہ ہی قرب مخرج ہو مگر اس صورت میں ضرورت عامہ ہو مثلاً صاد کی جگہ ذال یا صاد کی جگہ ظاء پڑھا تو بعض مشائخ کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی اھ میں کہتا ہوں اس بناء پر قاف کو ہمزہ کے ساتھ بدلتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانے کے عوام کی زبان ہے بھی فساد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ ان دونوں کے درمیان امتیاز نہیں کرسکتے جیسے ذال اور زاء کے درمیان فرق کرنا ان پر نہایت ہی دشوار و مشکل ہے، یہ تمام متاخرین کے قول پر ہے اھ باختصار (ت)

ان عبارات سے واضح ہوا کہ دشواری تمیز میں ہر قوم کے لئے اُس کا حال معتبر ہے۔ قرب مخرج یا تشابہ وغیرہ کچھ ضرور نہیں، تو عوام ہند اگر ض و د میں تمیز پر قادر نہیں تو وُہ ان کے لئے اسی مشقت فصل کی فصل میں ہیں جس میں ض و ظ و ت و ط کا شمار ہوا اب عبارت شامی منقولہ فتوی ندوہ اور اس کے مثل تمام عبارات بحث سے محض بیگانہ بلکہ استناد کرنے والوں کے صریح خلاف مراد ہوں گی اور دالین پر بطور متاخرین حکم جواز دیا جائے گا اور قصداً مغضوب پڑھنے والے پر باتفاق متقدمین و متاخرین حکم بطلان نماز۔

ہشتم یہاں تک مبارک ابنائے عصر پر کلام تھا مگر جانِ برادر عربی عبارت میں جن عن فی کا ترجمہ کرلینا اور بات ہے اور مقاصد و مراد و مرام علمائے اعلام تک رسائی اور ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مشقت جس سے فتوی ندوہ نے استناد کیا اس بحث سوال سے اصلاً متعلق ہی نہیں علماء کا وہ قول صورت

---

[1] ردالمحتار مطلب مسائل زلۃ القاری مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۶۸

خطا وزلت میں ہے کہ لغزش زبان سے باوصف قدرت ایک حرف کی جگہ دوسرا نکل جائے اور یہاں صاف صورت عجز ہے کہ یہ ظا یا اس کے مشابہ پڑھنے والے ہرگز ادائے ضاد پر قادر نہیں جس طرح خزانۃ الاکمل و حلیہ کی عبارت گزری کہ

ان السنۃ الاکراد واھل السواد والاتراك غیر طیعۃ فی مخارج ھذہ الحروف[1]

کرد، دیہاتی اور ترک لوگوں کی زبانیں ان حروف کی ادائیگی پر قادر نہیں۔ (ت)

فتاوٰی امام قاضی خان وغیرہ کی عبارت اوپر گزری کہ اس قول کو اذا اخطأ بذکر حرف مکان حرف[2] (یعنی اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف خطاءً زبان سے نکل گیا۔ ت) میں ذکر فرمایا اب محقق علی الاطلاق کا ارشاد اجل واجلٰی سنیے، فتح میں فرماتے ہیں:

اما الحروف فاذا وضع حرفا مکان غیرہ فاما خطأ واما عجزا فالاول ان لم یغیر المعنی لاتفسد وان غیر فسدت فالعبرۃ فی عدم الفساد عدم تغیر المعنی، وحاصل ھذا ان کان الفصل بلا مشقۃ تفسد وان کان بمشقۃ قیل تفسد واکثرھم لاتفسد ھذا علی رأی ھؤلاء المشائخ، ثم لم تنضبط فروعھم فاورد فی الخلاصۃ ما ظاھرہ التنافی لمن تأمل فالاولی قول المتقدمین والثانی وھو الاتیان عجزا کالحمد للّٰہ الرحمٰن الرحیم بالھاء ونحوھا العرب بالمھملۃ الصمد بالسین ان کان یجھد اللیل والنھار فی تصحیحہ ولا یقدر فصلوتہ جائزۃ ولو ترک جھدہ ففاسدۃ ولا

رہا معاملہ حروف کا، تو جب ایک حرف کو کسی دوسرے حرف کی جگہ رکھ دیا جائے تو یہ خطاءً ہوگا یا عجزاً، پہلی صورت میں اگر معنی نہیں بدلا تو نماز فاسد نہیں ہوگی اور اگر معنی بدل گیا ہو تو نماز فاسد ہوجائے گی پس نماز کے عدم فساد میں معنی کے تبدیل نہ ہونے کا اعتبار ہے، اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ اگر حروف میں امتیاز بغیر مشقت کے ممکن ہو تو نماز فاسد ہوگی اور اگر اس میں مشقت ہو تو بعض نے کہا نماز فاسد ہوگی لیکن اکثر کے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی، یہ ان مشائخ کی رائے کے مطابق ہے، پھر ان کی تمام فروعات وجزئیات کو منضبط نہیں۔ پس خلاصہ میں ایسی چیز کو وارد کیا گیا ہے جو بظاہر صاحب غور وفکر کے ہاں منافی ہے، پس متقدمین کا قول اولٰی ہے اور دوسری صورت

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] فتاوٰی قاضی خان فصل فی قرأۃ القرآن خطاءً الخ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۶۸

یسعه ان یترك فی باقی عمره آخر مختصراً۔[1] کہ جل جلالہ اور شانہ الحمد للہ، الرحمٰن الرحیم میں ھا کے ساتھ، اعوذ میں دال کے ساتھ اور الصمد میں سین کے ساتھ پڑھتا ہے، اس صورت میں اگر اس نے تصحیح کے لئے شب و روز محنت کی اور قادر نہ ہو سکا تو اس کی نماز درست ہوگی اور اگر جد وجہد ترک کردی تو نماز فاسد ہوگی اور اس کے لئے باقی عمر میں جد وجہد کو ترک کرنے کی گنجائش نہیں (اھ اختصاراً ت)

دیکھو خطا و عجز کو صاف دو صورتیں متقابل قرار دیا اور وہ فرق مشقت کا قول صرف صورت خطا میں ذکر کیا صورت عجز میں اس تفرقے کا اصلاً نام نہ لیا بلکہ ح و ص، ہ و د و ذ کی مثالوں سے حروف متشابہ الصوت و غیر متشابہ دونوں کا یکساں حکم ہونا صراحۃً ظاہر فرما دیا تو بحالت عجز منصوص مذہب بلکہ بالفرض منکوب مرغوب سب کو قطعاً ایک حکم شامل اور حرف ہو دو حرف کا فرق باطل۔

ششم ماناکہ نہ ظاہر مسائل جدیدہ کی خصوصیت پر نظر ہوتی نہ دال حرام پر نہ اقوال علماء میں فرق عجز و خطا وغیرہ پر، اور باتباع بعض علمائے متاخرین ارشاد اقدس اصل ائمہ مذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی جگہ مختار جمہور محققین بھی پسند نہ آیا، یہ سب مسلم مگر متاخرین کا صرف ایک ہی قول تفرقہ مشقت نہ تھا متعدد اقوال تھے ازانجملہ امام قاضی ابو عاصم و امام محمد ابن مقاتل و امام اسمٰعیل زاہد وغیرہم اکابر اماجد کا قول بہت باقوت تھا جس پر امام زاہدی نے فتوٰی دیا، امام محبوبی و صاحب [illegible] نے اسے احسن کہا، جواہر الفتاوی و [illegible] وغیرہا میں مختار بتایا، وجیز کردری و ہندیہ وغیرہا میں احتیاط القول فرمایا کہ یہ سب عبارات زیر امر چہارم گزریں یعنی اگر خطاءً ایک حرف کی جگہ دوسرا زبان سے نکل گیا یا تمیز نہیں جانتا تو نماز فاسد نہیں، اس قول میں مشقت وغیرہ کا کچھ تفرقہ نہ تھا صرف خطاء یا عدم تمیز پر حکم ہے اس تقدیر پر واجب تھا کہ خطاء کا ایک حال ہوتا اور بحال عدم تمیز صحت نماز پر فتوٰی دیا جاتا کون سی قطعی نظر موجب ہوئی کہ قول متاخرین ہی لینا تھا تو یہ قول جلیل نہ لیا جاتا حالانکہ اس کی قوت جلیلہ شانے دارد، پھر جس مصلحت کے لئے قول ائمہ متقدمین سے عدول ہوا یعنی عوام پر آسانی، وہ بھی اسی میں اتم و ازید، ہاں اگر منظور ہی یہ ہو کہ وہابیہ غیر مقلدین ندوی کے برادران مضلین کی نمازیں درستی پائیں اور عوام اہلسنت کی نمازیں برباد جائیں، اس لئے وہ قول تفرقہ اختیار کیا تو اختیار ہے۔

دہم بلکہ یہاں ایک اور قول باقوت تھا جسے امام ابوالقاسم صفار و امام محمد بن سلمہ وغیرہما اجلہ ائمہ نے اختیار فرمایا اور بہت مشائخ نے اس پر فتوٰی دیا کہ نظر عموم بلوٰی پر ہے جہاں ابتلائے عام ہو صحت پر فتوٰی دیں گے اسی شامی میں یہیں تھا،

---

[1] فتح القدیر شرح ہدایہ فصل فی القرأۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۲۸۱

وفی التاتارخانیۃ عن الحاوی حکی عن الصفار انہ کان یقول الخطاء اذا دخل فی الحروف لایفسد لان فیہ بلوی عامۃ الناس لانھم لایقیمون الحروف الابمشقۃ اھ وفیھا اذا لم یکن بین الحرفین اتحاد المخرج ولاقرب بہ الا ان فیہ بلوی العامۃ لاتفسد عند بعض المشائخ اھ مختصرا وقد مر تمامہ۔[1]

تاتارخانیہ میں حاوی سے منقول ہے کہ امام صفار کہا کرتے تھے کہ حروف میں خطا ہوجائے تو نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ اس میں عوام الناس کو شدید ضرورت ہے کیونکہ وہ مشقت کے بغیر ان حروف کو ادا نہیں کرسکتے اھ، اسی میں ہے جب دو حرفوں کے درمیان اتحادِ مخرج اور قربِ مخرج نہ ہو البتہ اس میں عموم بلوی ہو تو بعض مشائخ کے ہاں نماز فاسد نہ ہوگی اھ اختصاراً اور تمام عبارت پیچھے گزر چکی ہے۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

قال بعضھم لاتفسد منھم ابوالقاسم الصفار ومحمد بن سلمۃ وکثیر من المشائخ افتوابہ لعموم البلوی فان العوام لایعرفون مخارج الحروف[2]

بعض علماء نے کہا کہ نماز فاسد نہیں ہوگی، انہی میں سے شیخ ابوالقاسم الصفار اور محمد بن سلمہ ہیں، اور کثیر مشائخ نے ضروریاتِ عامہ کی بنا پر اسی پر فتوٰی دیا ہے کیونکہ عوام مخارج حروف سے واقفیت نہیں رکھتے۔ (ت)

اس قول پر تو صراحۃً عکس مراد ہوتا تھا۔ یہاں ظ خاص طائفہ قلیلہ ذلیلہ وہابیہ پڑھتے ہیں اور د یا مشابہ د میں عام ابتلا خود انہیں فتووں سے سائل نے نقل کیا کہ ایک بلا عام اس زمانے میں یہ ہوگئی ہے کہ ض کو بصورت د پڑھتے ہیں اب تو لازم تھا کہ ان ظائیوں ندویوں کے بھائیوں کی نماز فاسد کرتے اور عامہ عوام کی نماز صحیح۔ الحمد للہ تلک عشرۃ کاملۃ وقد بقی خبایا فی زوایا لولا ان السائل اوصی بالاجمال لاتینا بھا (تمام تعریف اللہ تعالٰی کے لئے ہے یہ دس کامل دلائل ہیں، ابھی کچھ دلائل خفا کے گوشے میں رہ گئے ہیں اگر سائل نے اجمالاً لکھنے کا نہ کہا ہوتا تو ہم ان کا بھی تذکرہ کردیتے۔ ت) یہاں تک ان فتووں کی حالتیں ظاہر ہوگئیں اور یہ بھی کہ وہ اس طائفہ حادثہ کو مفید اصلاً نہیں، امر مسئولہ میں صرف اس کا جواب رہا کہ یہ نزاع خاص اس حرف میں کیوں ہے کل اور عوام اہلسنت کے جہلا کا علاج کا دشوار ترین

---

[1] ردالمحتار مطلب مسائل زلۃ القاری مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۶۸

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

حروف ہونا تو کجا برادا نہ ہوسکنے میں وہ علما اور یہ جہلا برابر مگر فرق یہ ہے کہ ہمارے عوام نے معاذاللہ کلام اللہ و تحریف حروف منزل من اللہ کا قصد نہ کیا وہ یہی چاہتے ہیں کہ جو حرف یہاں اللہ عزوجل نے اتارا ہے اسی کو پڑھیں اسی کا ارادہ کرتے اسی کی نیت رکھتے اور اپنے زعم میں یہی سمجھتے ہیں کہ یہ حرف جہاں تک ہم سے ادا ہو سکتا ہے اسی کی یہی آواز ہے بخلاف علمائے وہابیہ کہ کہاں تاب کہ عزوجل کے ملنے میں جو قوتوں دشواریوں کی کشاکش میں رہیں وہاں تو مذہب کی بنا ہی آرام پروری ہے۔ تراویح کی آٹھ، وتر کی ایک رکعت میں قسمت سے انہیں اوروں کے قول مل گئے ورنہ اصل مقصود ہی آرام نفس ہے۔ جاڑا لگتا ہے تیمم کرو، جماع میں انزال نہ ہو غسل نہ کرو، سال دو سال عورت کی خبر نہ آئے عورت کا نکاح کردو، تین طلاقیں ایک جلسہ میں کہیں بے حلالے رکھو، چھ چیز کے سوا سب میں سود روا، خون و مردار وغیرہ دو ایک چیزیں ناپاک باقی تمام اشیا حتی کہ شراب بھی طاہر۔ ہے بلکہ [illegible] کو زنا سے خود اپنی بیٹی، رضاعی بھتیجی، سوتیلی خالہ سب حلال بلکہ سگی پھوپھی کے لئے بھی یہی خیال۔ انتہائے آرام طلبی یہ کہ وضو میں سر سے عمامہ دشوار اوپر ہی سے مسح کرو، مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ نے وامسحوا برءوسکم فرمایا تم بعمامتکم سمجھو، وہ تو مشکل یہ ہے کہ ہاتھوں کے لئے حکم غسل آیا اور ان کے دھونے سے آستینیں چڑھانا دشوار تر کہ پہنے ہی بیٹھے اور کپڑا بھی تر، ورنہ انہیں ایدیکم کی جگہ آستینکم بنا لینا کیا دشوار تھا، یہاں ایک غیر مقلد صاحب کا قول تھا جو تم نے تہجد میں آپ [illegible] جب آنکھ کھلی تکیے پر ہاتھ مار کر منہ پر پھیرے اور چارپائی پر بیٹھے بیٹھے دو رکعتیں پڑھیں اور لحاف میں دبک رہے۔ مسئلہ تو یہ کہ فلم تجدوا ماء کے معنی ہے یعنی جب چارپائی پر رکھا ہوا گھڑا اٹھانے تو تکیہ پر ہاتھ مار لو اگرچہ تمام کرشی نہ غبار دانہ تکبیر اور کوئی مرض نہ آزار، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ الواحد القہار۔ یوں بھی جگہ وہ قصدی تحریف ہے اور یہ عجز یا جہل یا خطا کی تصحیف، تو یہی احق بالانکار ہے اور عوام کا ان کے علما سے اعلم ہونا واضح وآشکار، اصل اسی قدر ہے آگے افراط وہ تفریط واجب الحذر۔ یہ جواب امر مسئول ہے اور اس مسئلہ خاص میں حق تحقیق حقیق بالقبول وعلیٰ تحقیق الاکابر قول یہ ہے کہ مولیٰ عزوجل وتبارک و تعالیٰ نے قرآن عظیم اتارا اور ہمیں بحمد اللہ اس کے نظم و معنی دونوں سے متعبد کیا ہر مسلمان پر حق ہے کہ اسے جیسا اترا ویسا ہی ادا کرے، حرف کی آواز بدلنے میں بے شمار جگہ الفاظ مہمل رہتے یا معنی کچھ سے کچھ ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ معاذاللہ کفر و اسلام کا فرق ہو جاتا ہے آواز صحیح سے جو معنی تھے ایمان تھے اور بدلنے پر جو پیدا ہوئے ان کا اعتقاد صریح کفر، تو معاذاللہ وہ کلام اللہ کیونکر ہوا۔ آج کل یہاں عوام بلکہ کثیر بلکہ اکثر خواص نے اس امر خطیر میں مداہنت بے پروائی اپنا شعار کر لی فقیر نے بگوش خود مولوی صاحبوں، اصحاب وعظ و درس و فتویٰ کو خاص جماعت میں برملا پڑھتے سنا قل ھو اللہ احد حالانکہ ہرگز نہ اللہ نے احد فرمایا نہ امین وحی علیہ الصلوۃ والتسلیم نے احد پہنچایا نہ صاحب قرآن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احد پڑھایا پھر یہ قرآن کیونکر ہوا احد کے معنی ایک اکیلا

شریک و نظیر سے پاک ذات اور اھد کے معنی معاذ اللہ بزدل کمزور فی القاموس الاھد الجبان زاد فی تاج العروس الضعیف[1] (قاموس میں ہے الاھد بزدل، تاج العروس میں کمزور کا اضافہ کیا ہے۔ ت)

ببیں تفاوت رہ از کجاست بکجا
(ان میں بڑا فرق ہے یہ کہاں اور وہ کہاں)

لاجرم اس قدر تجوید کہ ہر حرف دوسرے سے ممتاز اور تبدیل و تلبیس سے احتراز ہو ہر مسلمان پر لازم ہے تصحیح مخارج و اقامت حروف کا اہتمام فرض محتم علمائے متاخرین کا فتوٰی معاذ اللہ پروانۂ بے پروائی نہیں کہ قرآن کو کھیل بنانے اور خلاف ما انزل اللہ عزوجل جی میں آئے پڑھ لینا مناسب باوصف قدرت تعلم تجوید ترک کرنا اور اس امر اہم کو ہلکا سمجھنا غلط خوانی قرآن پر بے باک رہنا کون جائز کرے گا، اس سہل انگاری کی ایک نظیر سن چکے اللہ کو احد ماننا عین اسلام اور معاذ اللہ اھد کہنا صریح دشنام، مانا کہ نیت قصد دشنام نہیں پھر اس سے کیا ہوا کفر سے بچ گئے بات کی شناعت کیا جاتی رہے گی، تعریف کیجئے اور اسی کا قصد ہو مگر لفظ وہ نکلیں جو صریح ذم ہوں کیا علمائے متاخرین اسے حلال بتاگئے ہیں، کلا، واللہ، حاشا للہ، صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا نعس احدکم وھو یصلی فلیرقد حتی یذھب عنه النوم فان احدکم اذا صلی وھو ناعس لایدری لعله یذھب یستغفر فیسب نفسه[2]۔ رواہ مالك والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی وابن ماجة عن ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنها۔

جب تم میں کسی کو نماز میں اونگھ آئے تو سوجائے یہاں تک کہ نیند چلی جائے کہ اونگھتے میں پڑھے گا تو کیا معلوم شاید اپنے لئے دعائے مغفرت کرنے چلے اور بجائے دعا بددعا نکلے۔ اسے امام مالک، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا ہے۔

جب اونگھتے میں نماز سے منع کیا کہ احتمال ہے شاید اپنے لئے دعا کے بدلے بددعا نکل جائے اگرچہ قصد دعا ہے تو خود جاگتے میں خود اللہ عزوجل کی شان میں سخت گستاخی کا کلمہ نہ فقط احتمالاً بلکہ تجربۃً بارہا منہ سے نکالنا کیونکر روا ہوسکے اگرچہ قصد ثنا ہے۔ اتقان شریف میں ہے:

من المھمات تجوید القرآن وھو اعطاء

تجوید قرآن اہم امور میں سے ہے اور وہ حروف کو

---

[1] تاج العروس شرح قاموس فصل الھاء من باب الدال مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ٢/٥٤٤

[2] موطا الامام مالک ما جاء فی صلٰوۃ اللیل مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی ص ١٠٠
صحیح بخاری باب الوضوء من النوم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ١/٣٤

الحروف حقوقها ورد الحروف الی مخرجه واصله، ولاشك ان الامة كما هم متعبدون بفهم معانی القرأن واقامة حدوده هم متعبدون بتصحيح الفاظه واقامة حروفه علی الصفة المتلقاة من ائمة القرأة المتصلة بالحضرة النبوية، وقد عد العلماء القرأة بغير تجويد لحناً ملخصاً۔[1]

ان کے حقوق دینا اور ہر حرف کو اس کے مخرج اور اصل کی طرف لوٹانا ہے، بلاشبہ امت مسلمہ جس طرح معانی قرآن کے فہم اور حدود قرآنی کے نفاذ میں پابند ہے اسی طرح وہ قرآن کے الفاظ کی تصحیح اور انھیں اسی طریقہ وصفت پر ادا کرنے کی بھی پابند ہے جس طرح ان کو قرأت کے ائمہ نے ادا کیا جن کا سلسلۂ سند نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک متصل ہے اور علماء نے بغیر تجوید کے قرآن پڑھنے کو لحن قرار دیا ہے ملخصاً۔ ت)

دیکھو کیسی تصریح ہے کہ علمائے کرام قرأت بے تجوید کو لحن بتاتے ہیں اور احسن الفتاوٰی فتاوٰی بزازیہ میں فرمایا: ان اللحن حرام بلاخلاف[2] (لحن سب کے نزدیک حرام ہے۔ ت) ولہٰذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اس کی تصحیح وتعلم میں اس پر کوشش واجب، اگر کوشش نہ کرے گا معذور نہ رکھیں گے اور نماز نہ ہوگی، بلکہ جمہور علماء نے اس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تاعمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کیے جائے کبھی اس کے ترک میں معذور نہ ہوگا، یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف وامام حسین بن مطیع کا ہے محیط میں اسی کو مختار الفتوٰی فرمایا، خانیہ وخلاصہ وفتح القدیر ومراقی الفلاح وفتاوٰی الحجہ وجامع الرموز ودرمختار وردالمحتار وغیرہا میں اسی پر جزم کیا، علامہ ابن الشحنہ نے اسی کو مختار بتایا، علامہ ابراہیم حلبی نے غنیہ میں اسی کو معتمد فرمایا، اگرچہ امام برہان محمود نے ذخیرہ میں اس کو مشکل بتایا، امام ابن امیر الحاج نے اسی پر تعویل کی، علامہ طحطاوی نے حاشیہ مراقی الفلاح میں اسی طرف میل کیا کما بیناہ فی فتاوٰنا (جیسا کہ یہ سارے کا سارا ہمارے فتاوٰی میں بیان کیا گیا ہے۔ ت)، پھر کیونکر جائز کہ جہد وسعی بالائے طاق ہر سے سے حرف منزل من القرآن کا قصد ہی نہ کریں بلکہ عمداً اسے متروک ومہجور اور اپنی طرف سے دوسرا حرف اس کی جگہ قائم کردیں هذا مما لایبیحه شرع ولا دین والعیاذ باللّٰه رب العٰلمین (شریعت اور دین اس کی ہرگز اجازت نہیں دیتے اللہ تعالٰی کی پناہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ت)

فقیر کہتا ہے غفراللہ تعالٰی لہ بعد اس کے کہ روشن تحقیق مستقر ہوچکا کہ قرآن نظم ومعنی جمیعاً بلکہ نظم دال

---

[1] الاتقان فی علوم القرآن الفصل الثانی من المہمات تجوید القرآن مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۱۰۰

[2] فتاوٰی ہندیہ بحوالہ البزازیۃ الباب الرابع فی الصلٰوۃ والتسبیح وقراءۃ القرآن الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۱۷

علی المعنی کا نام ہے اور نظم یہ حرف بر ترتیب معروف اور باہم تباین اور تبدیل جز مستلزم تبدیل کل فان المؤلف من مباین مباین للمؤلف من مباین اٰخر (ایک مباین حروف کا مجموعہ دوسرے مباین حروف کے مجموعے کے مباین ہوتا ہے۔ ت) میں نہیں جانتا کہ اس تبدیل قصدی و تحریف کلام اللہ میں کیا تفاوت مانا جائے گا۔ یہی منشا ہے امام فضلی و امام محمود و علامہ قاری وغیرہم کے اس حکم کا کہ جو قرآن مجید میں ض عمداً ظ سے بدلے کافر ہے۔

اقول ولاحاجۃ الی استثناء وما ھو علی الغیب بضنین فان ھھنا لیس اقامۃ الظاء مقام الضاد لان المکان لیس مکانہا خاصۃ بل مکانہما جمیعا علی التوارد حیث قرئ بہما فی القرآن فکان مثل صراط و سراط و بسطۃ و بصطۃ و یبسط و یبصط و مصیطر و مسیطر الی اشباہ ذلک بخلاف مغضوب مغظوب و بخلاف سجیل و صجیل فانہ تبدیل۔

اقول میری رائے یہ ہے کہ وما ھو علی الغیب بضنین کو مستثنیٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ یہاں ظاء کو ضاد کی جگہ رکھنا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ صرف ضاد ہی کا مقام نہیں بلکہ یکے بعد دیگرے دونوں کی جگہ ہے کیونکہ ان دونوں حروف کے ساتھ قرآءتِ قرآنی ثابت ہے جیسے صراط اور سراط، بسطۃ اور بصطۃ، یبسط اور یبصط، مصیطر اور مسیطر اور ان کے ہم مثل دیگر الفاظ بخلاف مغضوب اور مغظوب کے اور بخلاف سجیل اور صجیل کے کیونکہ یہاں تبدیلی ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

پس جزماً لازم کہ ہر حرف میں خاص حرف منزل من اللہ ہی کا قصد کریں اور اسی کے مخرج سے اسے نکالنا چاہئے

مخرج ضاد زبان کی دہنی یا بائیں کروٹ ہے یُوں کہ اکثر پہلوئے زبان حلق سے نوک کے قریب تک اسی جانب کی اُن بالائی داڑھوں کی طرف جو وسط زبان کے محاذی ہیں قریب ملاصق ہوتا ہوا اگلیوں کی طرف دراز ہو یہاں تک کہ شروع مخرج لام تک بڑھے زبان کی کروٹ داڑھوں سے متصل ہوتی باقی زبان اس حرکت میں اوپر کو میل کرکے تالُو سے نزدیک ہو اگلے دانتوں یا زبان کی نوک کا اُس میں کچھ حصہ نہیں وہ ان قوی حرفوں میں ہے جو ادا ہوتے وقت اپنے مخرج پر اعتماد قوی مانگتے ہیں جس قدر سانس ان کی آواز میں سینے سے باہر آتی ہے سب کو اپنی کیفیت میں رنگ لیتے ہیں کہ کوئی پارہ سانس کا اُن کے ساتھ جُدا چلتا معلوم نہیں ہوتا جب تک اُن کی آواز ختم نہ ہولے سانس بند رہے گی ایسے حرفوں کو مجہورہ کہتے ہیں اور ان کے خلاف کو مہموسہ جن کا جامع فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتَ ہے یا سَتَشْحَثُکَ خَصَفَہٗ مثلاً تا کے تلفظ کو مکرر کرکے بولیے تث تو آواز ت کے ساتھ ایک حصہ سانس کا جُدا معلوم ہوگا نفس بند نہ ہوا مجہورہ میں ایسا نہیں بلکہ تمام سانس ج

شروع تلفظ کے وقت موجود ہو انھیں کی آواز سے بھر جاتی ہے اور جب تک اُس کا تلفظ ختم ہو دوسری نہیں آتی جیسے ثثثثث ظظظظ یونہی ضضضضض یہ امر قوت اعتماد کو لازم ہے کہ دہن یا حلق کے کسی حصے پر اعتماد قوی ہے آواز بھی حابس دم ہے کما لا یخفی جب اس جگہ سے اس طور پر حرف نکلے گا تو وہ ض ہی ہوگا نہ اُس کا غیر۔ فرق جو پڑتا ہے اُس کا منشا انھیں سے کسی بات کا رہ جانا ہے مثلاً زبان اگلے دانتوں کو لگی یا زبان کی نوک سے کام لیا کہ وہ آغاز مخرج لام کی طرف جھکی۔ پہلوئے زبان کا وسط داڑھوں کی جانب خلاف کو چلا حالانکہ اُن کی طرف میل درکار تھا یا زبان تالو کی طرف نہ اٹھائی یا اٹھانا چاہی مگر حرف کی دشواری وغرابت آڑے آئی کہ زبان دب گئی کما ینبغی انطباق نہ ہُوا اس طرح لڑائی میں ناتجربہ کار کا یا تو باوصف قصد جھک کر اوچھا پڑتا ہے یا اعتماد میں ضعف رہا یا مخرج لام تک استطالہ نہ ہُوا یہ بیان دل پر لکھنے اور عمل میں رکھنے کا ہے کہ ان شاء اللہ تعالٰی صحت ادا میں بہت مددگار ہے و باللہ التوفیق اب بعد اس کے کہ آدمی صرف منزل من اللہ ہی کا قصد کرے اور اس کا مخرج وطریقہ استعمال جان بھی لے ادا کرنے والے مشابہت دے تو اس تقریر آخری کا خیال کرکے بچ سکتے ہیں اور اگر آدمی تا آخر جو کچھ ہم نے مذکورہ صفحات میں بیان کیا اُس سب کے مراعات ٹھیک طور پر ہو جائے تو یقیناً اب جو حرف نکلے گا وہ خالص صحیح وفصیح ض ہوگا اگرچہ ناواقف سننے والا اپنی ناشناسائی کے باعث اسے کچھ سمجھے یا کچھ نہ سمجھے اور بقدر قدرت اس کے برتنے میں کمی بھی نہ کرے تو اب جو کچھ بھی ادا ہوگا صحت نماز کا فتوٰی دیں گے کہ عسر متحقق ہو لیا اور عذر واضح ہو چکا اور عسر جانب یسر ہے۔

قال اللہ تعالٰی لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا[1] وقال اللہ تعالٰی یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر[2] وقال تعالٰی ما جعل علیکم فی الدین من حرج[3] وقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا[4] رواہ الشیخان عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد گرامی ہے اللہ تعالٰی کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔ دوسرا فرمان ہے اللہ تعالٰی تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔ تیسرے مقام پر فرمایا اس نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو، محبتیں پیدا کرو، نفرت نہ دلاؤ۔ اسے بخاری ومسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (ت)

---

[1] القرآن ۲/۲۸۶ [2] القرآن ۲/۱۸۵ [3] القرآن ۲۲/۷۸

[4] صحیح بخاری باب قول النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسروا ولا تعسروا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۹۰۳

پھر ایسی حالت میں عندالانصاف اشتراکِ صفات خواہ اشتباہِ اصوات کسی کی تخصیص نہیں ہو سکتی کہ براہِ عجز ہے اختیاری نہیں اور غیر اختیاری پر حکم جاری نہیں کما قد منا فی جعل الاتراک الحاء خاءً وعوام عصر العلامۃ الشامی القاف ھمزۃ (جیسا کہ ہم نے پیچھے بیان کیا کہ ترک لوگ حاء کو خاء اور علامہ شامی کے زمانے کے لوگ ق کو ہمزہ بنا دیتے ہیں۔ت) واضح ہوا کہ یہ طائفہ جدیدہ جس نے قصداً ضاد پڑھنا ٹھہرا لیا ان کی نماز تو باجماعِ ائمہ متقدمین و اتفاق اقوال مذکورہ متاخرین کبھی ولا الضالین تک نہیں پہنچنے پاتی پہلی ہی رکعت میں مغضوب کی جگہ مغظوب پڑھا اور نماز رخصت ہوئی اب افعال بے معنی کئے جاؤ۔ اسی طرح اگر کوئی جاہل حرف منزل ض کا قصد نہ کرے بلکہ عمداً اس کو دال خواہ کوئی حرف پڑھنا ٹھہرا لے اس کی نماز بھی مغضوب سے آگے نہ چلے گی تعلّم مخرج و طریق ادا و قصد صحیح بقدرِ قدرت ہر شخص کو لازم پھر جو کچھ ادا ہو افتوٰی تیسیر صحت پر حاکم۔

نسأل اللہ تیسیر کل عسیر انہ ولیہ وعلیہ قدیر وصلی اللہ تعالٰی علی البشیر والنذیر وآلہ وصحبہ۔

ہم اللہ تعالٰی سے سوال کرتے ہیں وہ ہر مشکل کو آسان فرما دے کیونکہ وہی مالک ہے اور اس پر وہ قادر ہے، اللہ کی رحمتیں نازل ہوں اس ذاتِ اقدس پر جو بشیر و نذیر ہے آپ کی آل اور اصحاب پر بھی۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

بالجملہ عمداً ظا یا دال دونوں حرام ہیں جو قصد کرے کہ بجائے ض ظ یا د پڑھوں گا ان کی نماز کبھی تمام فاتحہ تک بھی نہ پہنچے گی مغضوب مغظوب کہتے ہی بلاشبہہ فاسد و باطل ہو جائے گی اور جو حرف منزل ہی کا قصد کرتا اور اسی کو ادا کرنا چاہتا ہے پھر اگر ایسی جگہ غلطی پڑے جس سے معنی نہ بدلے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر معنی بدل گئے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو یہ شخص ادائے حرف پر قادر تھا براہِ لغزش زبان یا جہلاً یا سہواً زبان سے نکل گیا تو ہمارے مذہب سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالٰی و محرر مذہب سیدنا امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کے نزدیک نماز مطلقاً فاسد، اور اگر یہ بدلا ہوا کلمہ قرآن مجید میں نہیں تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بھی اتفاق ہو کہ اجماع ائمہ متقدمین کہ نماز باطل ہے اور متاخرین کے اقوال کثیرہ و مضطرب ہیں۔